بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون نمبر ۹۴
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر روشن دین تنویر
یوم سہ شنبہ
The Daily ALFAZL RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے
جلد ۵۳/۱۸ | ۱۴ صلح ۱۳۴۳ ہش ۲۸ شعبان ۱۳۸۳ھ ۱۴ جنوری ۱۹۶۴ء | نمبر ۱۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۱۳ جنوری بوقت ۹ بجے صبح

پرسوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی لیکن کل دوپہر سے شام تک حضور کو شدید بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔ نیز کھانسی کی تکلیف بھی ابھی چل رہی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولےٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

احباب ربوہ کیلئے ضروری اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب (ماہر امراض چشم) ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی آجکل رخصت پر ربوہ تشریف لائے ہوئے ہیں اور خاکسار کی درخواست پر انہوں نے یہ منظور کر لیا ہے کہ وہ دس سے بارہ بجے تک ہر روز آنکھوں کے مریضوں کا معائنہ ہسپتال میں ہی کیا کریں گے۔ دوست اس انتظام سے فائدہ اٹھائیں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہی حقیقی رنگ میں دعا کرتا ہے

پوری سوزش و گدازش کے ساتھ دعا ہونی چاہیئے حتیٰ کہ روح گداز ہو کر آستانہ الوہیت پر گر جائے

"پنجابی میں ایک مثل مشہور ہے "جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا" لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ دعا کرنا مرنا ہوتا ہے۔ اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنے ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے۔ دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مر جاتا ہے۔ مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعوےٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے۔ یا یہ کہ اسے بڑی پیاس تھی تو وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس بات کی تصدیق ہو گی۔ پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہو کر آستانہ الٰہی پر گر جاتی ہے۔ اسی کا نام دعا ہے"۔ (البدر ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء)

دعوتِ ولیمہ

ربوہ ——— سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۱ جنوری ۶۴ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر اپنے فرزند مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی دعوتِ ولیمہ کے سلسلہ میں وسیع پیمانے پر ایک چائے پارٹی کا اہتمام کرایا جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ، ناظر و وکلاء صاحبان، صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے افسران صیغہ جات اور کارکنان نیز دیگر متعدد مقامی اور بیرونی جماعتوں کے احباب شریک ہوئے۔ اس پارٹی کا اہتمام محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب وکیل الزراعت تحریک جدید کی کوٹھی میں کیا گیا تھا۔

چائے پارٹی کے بعد حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی زیر صدارت ایک مختصر سی مجلس بھی منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ محمد رمضان صاحب فاضل نے کی۔ ازاں بعد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیہ نظم "محمود کی آمین" کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ آخر میں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب نے مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نواسے ہیں کی ولادت کا ذکر کرنے کے بعد آپ کے بچپن کے بعض واقعات سنائے اور اس ضمن میں آپ کی والدہ صاحبہ محترمہ حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کے بعض اوصاف کا بھی ذکر کیا۔ اور آخر میں اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

تعلیم الاسلام کالج کا چھٹا آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ

بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گیا

پاکستان پولیس نے پاکستان ایئر فورس کو شکست دیکر چیمپئن شپ حاصل کی

کالج سیکشن میں چیمپئن شپ تعلیم الاسلام کالج کی ٹیم نے حاصل کی

ربوہ ——— تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا باسکٹ بال ٹورنامنٹ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۶۴ء کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گیا۔ کلب سیکشن کا فائنل میچ پاکستان پولیس اور پی۔ اے۔ ایف چکلالہ کی ٹیم کے درمیان ہوا جس میں پاکستان پولیس نے پی۔ اے۔ ایف چکلالہ کی ٹیم کو ۳۸ کے مقابلہ میں ۴۲ پوائنٹ سے شکست دے دی۔ دونوں ٹیموں نے نہایت شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا۔ وقفہ تک ایئر فورس کی ٹیم پولیس کی ٹیم سے ۱۳ پوائنٹ سے جیت رہی تھی۔ پولیس کا سکور ۱۱ تھا جبکہ ایئر فورس کی ٹیم اپنے لئے ۲۴ پوائنٹ حاصل کر چکی تھی۔ لیکن وقفہ کے بعد پولیس کی ٹیم زیادہ مستعدی سے کھیلی۔ اور ۴ پوائنٹ سے جیت گئی۔ پولیس کی طرف سے ایلین نے بہت اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ان کا سکور ۱۷ تھا جبکہ بدرالدین ۱۱ نظام ۴ چمن ۴ اور باغ علی نے ۴ پوائنٹ حاصل کئے۔

پی۔ اے۔ ایف کی ٹیم کی طرف سے خالد نے بہت اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ جنوری ۶۴ء

سادہ زندگی کیوں ضروری ہے

"تحریک جدید کے مطالبات" کے نام سے (وکیل المال تحریک جدید) کی طرف سے کتابچے شائع ہوتے رہتے ہیں اس کی کم از کم ایک کاپی ہر گھرانے میں موجود رہنی چاہیئے۔ کتابچہ زیر نظر میں جو وکیل المال تحریک جدید کی طرف سے "سادہ زندگی" کے نام سے شائع ہوا ہے تفصیل کے ساتھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی وہ ہدایات درج کی گئی ہیں جو آپ نے اس ضمن میں وقتاً فوقتاً خطبات جمعہ اور تقاریر میں جماعت کو دی ہیں۔

تحریک جدید کے ان مطالبات میں سے سب سے پہلا مطالبہ سادہ زندگی کے متعلق ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے سادہ زندگی کے اصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے ...

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے جس طرز پر زندگی بسر کی ہم تحریک جدید کے ذریعہ اسکے قریب قریب لوگوں کو لانے کی کوشش کرتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج کل دنیا کے حالات ایسے رنگ میں بدل چکے ہیں کہ ہم اپنی طرز زندگی کو بالکل وہی شکل نہیں بنا سکتے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی طرز زندگی کی شکل تھی مگر اسکے قریب قریب جس حد تک زمانہ کے حالات ہم کو اجازت دیتے ہیں ہم لوگوں کو لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور یہی تحریک جدید کی غرض ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۳۰ اپریل ۱۹۴۳ء)

آج کا معاشرہ پہلے سے بہت حد تک بدل چکا ہوا ہے۔ آج زندگی کے جو سامان سائنس میں ترقی کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔ پہلے موجود نہیں تھے۔ نہ وہ کھانے رہے ہیں اور نہ وہ سواریاں اور نہ ہی دوسرے سامان تاہم اگر ہم "سادہ زندگی" کے بنیادی اصول کو مدنظر رکھیں تو موجودہ حالات کے مطابق بھی بہت سے اخراجات میں کفایت کی گنجائش نکالی جا سکتی ہیں۔

مثال کے طور پر بعض کاروباری اور سرکاری افسروں کے لئے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے موٹر رکھنا ضروری ہے۔ اپنی آمدنی کے لحاظ سے موٹر پر ماہوار خرچ ہوتا ہے تاہم یہاں بھی کفایت شعاری کے اصول کے مطابق گنجائش نکالی جا سکتی ہے۔ غیر ضروری سفر نہ کئے جائیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھر میں موٹر ہو تو محض تفریحاً ضرورت سے زیادہ اس کا استعمال ہونے لگتا ہے اس میں حد بندی کی جا سکتی ہے۔

یہ ایک مثال ہے ورنہ بعض متمول لوگوں کے اخراجات بہرحال ضرورتاً آمدنی کے مطابق زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کے لئے چوکس رہنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ بہت تھوڑے سے غور سے بہت سا روپیہ ضائع ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ آج کل ٹائلٹ کی لعنت بہت عام ہوتی جا رہی ہے۔ ایک ضروری حد تک تو خیر۔ ورنہ دیکھا گیا ہے کہ اس مد میں نہ صرف متمول لوگ بلکہ درمیانہ طبقہ کے لوگ بھی اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر سادہ زندگی کے اصول کو مدنظر رکھا جائے تو یہ سارے کا سارا خرچ بچایا جا سکتا ہے یہ جان کر افسوس ہوتا ہے کہ اب اکثر احمدی خواتین بھی ایسے سامانوں پر ناجائز حد تک خرچ کرتی رہتی ہیں حالانکہ ان کے بغیر گزارا ہو سکتا ہے۔ اب تو امریکہ اور یورپ میں بھی جہاں سے یہ لعنت شروع ہوئی ہے ایسی سوسائٹیاں بن گئی ہیں کہ جو پوڈر سرخی وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کرتی ہیں۔ طبی لحاظ سے بھی ایسے سامان ضرر رساں ثابت ہو چکے ہیں حقیقت یہ ہے کہ "میک اپ" میں نہ صرف تضیع مال ہوتی ہے بلکہ تضیع اوقات بھی ہوتی ہے۔ ایک احمدی خاتون کو چاہیئے کہ وہ دوسروں کے سامنے سادہ زندگی کا نمونہ پیش کرے نہ کہ الٹا طعن و طنز کا نشانہ ہو۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا ہے یہ بات نہایت افسوسناک ہے کہ احمدی خواتین بھی فیشن کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہیں حالانکہ انہیں تو چاہیئے تھا کہ وہ دنیا کی آرائش و زیبائش اور دنیوی جاہلانہ رسوم سے سب سے پہلے پرہیز کرنے والی ہوتیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ احمدی خواتین کو مر رہنا چاہیئے۔ تاہم اگر سچ پوچھو تو احمدیت جن مقاصد کو لے کر اٹھی ہے ان کے پیش نظر دنیاوی عیش و عشرت کے لحاظ سے انہیں مر رہنا ہی چاہیئے۔ جب ہم اس بات کا احساس کرکے کھڑے ہوئے ہیں کہ دنیا کو آگ لگی ہوئی ہے اور اللہ تعالےٰ نے ہم کو اس کے بجھانے کے لئے مقرر کیا ہے تو ہمارے مر رہنے میں کیا کسر باقی رہ جاتی ہے۔ جب تک یہ آگ بھڑک رہی ہے اور کوئی خیال ہی ہمارے ذہنوں میں کس طرح سما سکتا ہے۔

مگر ٹھہرئیے! ایک منتظم خاتون مرے بغیر بھی سب کچھ کر سکتی ہے سگھڑ بننے کی کوشش کیجئے۔ اسلام کوئی خیالی دین نہیں ہے یہ ہمیں جزرسی کے ساتھ بہترین بااصول زندگی بسر کرنے کی تلقین ہی نہیں کرتا بلکہ عملی طریقے بھی بتاتا ہے۔ معاشرہ میں صاف ستھری زندگی بسر کرنے کے لئے وہ طریقے جو اسلام نے بتائے ہیں اتنے مفید ہیں اور اتنے کفایت شعارانہ ہیں کہ اگر ہم ان پر عمل پیرا ہوں تو کسی سامان زیبائش کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم اپنی زندگیوں کو پورے طور پر اسلامی تعلیمات کے مطابق نہ ڈھالیں گے اس وقت تک ہم صحیح معنوں میں نہ تو مسلمان کہلانے کا حق رکھتے ہیں اور نہ جماعت احمدیہ ہی کا رکن بن سکتے ہیں۔ ایک نماز ہی کو لے لیجئے اگر ہم صرف اس کی پابندی ہی پورے طور پر کریں تو خود بخود ہم کئی غیر ضروری سامانوں سے فراغت حاصل کر سکتے ہیں ایک نمازی کے لئے اوّلین شرط ہے کہ بدن اور کپڑے صاف ستھرے ہوں۔ پھر نماز سے پہلے وضو لازمی ہے۔ اگر ہم نماز کی پابندی ہی سیکھ لیں تو بتائیے ہمیں کسی میک اپ کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ تھوڑے سے غور کی ضرورت ہے۔

تحریک جدید کا مطالبہ کہ ہمیں سادہ زندگی گزارنا چاہیئے کوئی نیا نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مطالبہ تو اسلام ہی نے اوّل روز سے مسلمانوں سے کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ہمیں اعلیٰ پاک زندگی بسر کرنے کے لئے ایسے گُر بتائے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ہمیں مصنوعی آرائش و زیبائش کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ حقیقت یہ ہے کہ سادہ زندگی سے نہ صرف روپیہ کی بچت ہوتی ہے بلکہ اسکے بغیر ہم صحیح معنوں میں مسلمان ہی نہیں بن سکتے اور نہ اپنی صحت قائم رکھ سکتے ہیں ایک جماعت جو احیائے اسلام کے لئے کھڑا ہونے کی دعویدار ہے اس کے لئے صحت مند ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کا جسم اور ذہن بھی مضبوط ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہم سے صرف روپیہ کے انفاق کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ وہ ہم سے ہر نعمت کا جو اس نے ہمیں عطا کی ہے انفاق چاہتا ہے۔ جس طرح ہماری

(باقی صفحہ ۷ پر)

بُلا رہا ہے خدا کی طرف امامِ زماں

پھر آج جامعہ مسجد سے اُٹھ رہی ہے اذاں
بُلا رہا ہے خدا کی طرف امامِ زماں
سُنو سُنو! یہ ہے شاید بلال کی آواز
وفورِ ولولہ سے لڑکھڑا رہی ہے زباں
ہے زادِ راہ فقط "لا الٰہ الا اللہ"
یہ گدڑی پوش محمدؐ کے جا رہے ہیں کہاں؟
مسافرانِ محبت کی موج کے آگے
ہیں کوہسارِ تکبّر کے مثلِ ریگِ رواں
ہمیں "کلامِ خدا" کا ہے آسرا تنویرؔ
کہاں کے چنگ و رباب اور کہاں کے تیغ و سناں

رمضان المبارک میں خاص دعاؤں کی تحریک

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ

خدا کے فضل سے رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ یہ خاکسار سالہا سال ہر رمضان کے شروع میں احباب جماعت کو اس مبارک مہینہ کے اخص برکات اور فیوض کی طرف توجہ دلا کر دعاؤں کی تحریک کرتا رہا۔ اور اس تعلق میں لمبے لمبے مضامین لکھتا رہا ہے۔ مگر اب میری موجودہ صحت لمبے مضامین کی اجازت نہیں دیتی۔ اس لئے ذیل کے مختصر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں کہ وانما الاعمال بالنیات و لکل امرء مانوی۔

(۱) انسان کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اور معلوم نہیں کہ اگلے سال رمضان کا مبارک مہینہ دیکھنا کسے نصیب ہوتا ہے۔ اور کون اس سے پہلے ہی اپنے آسمانی آقا کے حضور پہنچ جاتا ہے اس لئے اس فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے دوستوں کو چاہیئے کہ **روزہ** اور **نفل نماز** اور **تراویح** اور **تلاوت قرآن مجید** اور **صدقہ و خیرات** اور **درد بھری دعاؤں** اور آخری عشرہ کے **اعتکاف** کے ذریعہ اس مبارک مہینہ کی برکات اور فیوض سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ **صدقہ و خیرات** کے لئے رمضان کے ابتدائی ایام اور پھر آخری عشرہ کے دن جبکہ عید قریب ہوتی ہے۔ زیادہ مناسب اوقات ہیں۔ کیونکہ اس سے غریب بھائیوں کو رمضان اچھی طرح گزارنے اور پھر عید کی تیاری کے لئے مدد مل جاتی ہے۔ صدقہ خواہ مقامی طور پر کیا جائے اور خواہ مرکز میں بھجوا دیا جائے دونوں طرح مقبول و مبارک ہے لیکن بہرحال اپنے ماحول کے غریبوں کو کسی صورت میں نہیں بھولنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمسائگت کی وجہ سے ان کا دوہرا حق ہے۔

(۲) دعاؤں پر اسلام نے جو زور دیا ہے وہ ظاہر و عیاں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اپنا ایک خاص ہتھیار قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"دعا میں اللہ تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوا کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔"

دراصل دعا ایک عظیم الشان روحانی ایٹم بم ہے۔ جسے دنیا کی تباہی اور دوستوں اور عزیزوں کی آبادی اور ترقی کے لئے عدیم المثال طاقت حاصل ہے۔

دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عام سنت یہ تھی کہ دعا کے شروع میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اور اس کے بعد جو دعا مانگنی ہوتی تھی مانگتے تھے۔ سورۂ فاتحہ کے پڑھنے میں بڑی برکت ہے۔ اور دوستوں کو ہمیشہ یہ گر نظر رکھنا چاہیئے۔ بلکہ اگر سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری دعا شروع کرنے سے پہلے درود بھی پڑھ لیا جائے۔ تو یہ گویا سونے پر سہاگہ ہوگا۔

(۳) دعاؤں میں (الف) اسلام و احمدیت کی ترقی (ب) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور درازیٔ عمر اور بیش از بیش خدمت کی زندگی (ج) اہل قادیان اور اہل ربوہ کی حفاظت اور دینی دنیوی بہبودی (د) مبلغین جماعت اور مرکزی اور مقامی کارکنوں کے لئے نصرت الٰہی کے نزول اور (ھ) موجودہ نازک اور پُر آشوب ایام میں جماعت احمدیہ کی مجموعی حفاظت اور ترقی کی دعاؤں کو سب دوسری دعاؤں پر مقدم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ وہ مقاصد ہیں۔ جو اس زمانہ میں خود ذات باری تعالیٰ کے اپنے مقاصد ہیں۔

(۴) ان دعاؤں سے اتر کر ذاتی دعائیں یعنی جماعت کے بیماروں کی شفایابی، مصیبت زدوں کی مصیبت سے نجات، بے روزگاروں کی روزگار، مقروضوں کی قرض سے رہائی۔ امتحان دینے والوں کی امتحان میں کامیابی وغیرہ وغیرہ کے لئے بھی ضرور دعائیں کی جائیں۔ کیونکہ ان دنیوی نعمتوں کا حصول بھی انسان کے اطمینان قلب کا بھاری ذریعہ ہے۔ اسی طرح ہمارے خاندان میں بھی عرصہ سے بیماریوں اور پریشانیوں کا سلسلہ چل رہا ہے اس کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔ اور یہ بھی کہ خدا تعالیٰ ہمارے خاندان کے افراد کو جماعت کے لئے روحانی اور اخلاقی نمونہ بننے کی توفیق دے اور ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے۔

(۵) دعاؤں کے معاملہ میں یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ گو جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ دعا ایک بہت بھاری روحانی طاقت ہے۔ مگر وہی دعا دعا کہلانے کا حق رکھتی ہے۔ جو رسمی رنگ میں نہیں دل کے سوز و گداز اور روح کے درد و کرب کے ساتھ کی جائے۔ اور دعا کرنے والا اس یقین سے معمور ہو کہ میرا خدا واقعی ہر بات پر قادر ہے اور پھر دعا کرتے ہوئے وہ اس پختہ اور زندہ یقین پر قائم ہو۔ کہ اس وقت خدا کو دیکھ رہا ہوں اور خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ اس یقین کے بغیر دعا میں صحیح قلبی کیفیت ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔

(۶) ضمناً میں اس جگہ یہ بات بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ میں اپنے متعدد گذشتہ مضمونوں میں تحریک کر چکا ہوں۔ دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تجویز کے مطابق رمضان میں اپنی کسی کمزوری کو سامنے رکھ کر اس کے ترک کرنے کا دل میں پختہ عہد بھی کرنا چاہیئے۔ تا کہ رمضان کی برکات عملاً بھی معین صورت میں رونما ہو جائیں۔ نماز ادا کرنے میں سستی۔ روزہ رکھنے میں سستی۔ مرکز میں بار بار آنے میں سستی۔ سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کرنے میں سستی۔ پیغام حق پہنچانے میں سستی۔ رشوت لینے یا دینے کے بارہ میں کمزوری۔ سود لینے دینے کے معاملہ میں بے احتیاطی۔ گالی گلوچ کی عادت۔ غیبت کی عادت۔ سینما دیکھنے کی عادت۔ بدنظری کی عادت۔ حقہ یا سگریٹ پینے کی عادت۔ داڑھی منڈوانے کی عادت۔ لین دین میں بددیانتی۔ امانت میں خیانت۔ جھوٹ بولنے کی عادت۔ تجارت میں دھوکہ دہی۔ بچوں کی تربیت کے معاملہ میں غفلت وغیرہ وغیرہ۔ سینکڑوں قسم کی کمزوریاں ہیں جن میں کمزور طبیعت کے لوگ ماحول کے اثر کے ماتحت مبتلا ہو جایا کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کمزوری کے متعلق خدا کے ساتھ دل میں عہد کیا جائے کہ میں آئندہ اس کمزوری سے اجتناب کروں گا۔ اور پھر اس عہد کو مومنانہ پختگی اور عزم بالجزم کے ساتھ نبھایا جائے۔ کسی دوسرے کے سامنے اپنی کمزوری کے اظہار کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا خدا کی ستاری کے خلاف ہے۔ صرف خدا کے حضور دل میں عہد کیا جائے۔

(۷) بالآخر میں پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے دوستوں کو خاص طور پر دعا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ حضور کے زمانہ خلافت کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے خاص فضلوں اور خاص تجلیات سے نوازا ہے۔ اور پھر جس طرح حضور کے متعلق اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان وعدے ہیں ان کے پیش نظر جماعت کے ہر مخلص کا فرض ہے کہ وہ حضور کے متعلق اس رمضان میں خصوصیت کے ساتھ دعا کرے۔ تا اللہ تعالیٰ نہ صرف حضور کو صحت کاملہ عطا کرے اور نہ صرف حضور کی عمر میں برکت دے بلکہ حضور کی خلافت کی برکات اور فیوض کو پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر ظاہر فرمائے۔ اور حضور کے ذریعہ دنیا میں اسلام اور احمدیت کا بول بالا ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

قمر الانبیاء فنڈ

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا وجود جماعت کے لئے بے حد بابرکت تھا اور نافع الناس وجود تھا۔ آپ نہ صرف جماعت کی ترقی اور تربیت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے بلکہ درویشوں کی خدمت ان کے اہل و عیال کی نگہداشت، طالب علموں، غریبوں اور مسکینوں کی حاجت روائی کے لئے بھی ہمیشہ کوشاں رہتے تھے اور نیک کاموں میں حصہ لینے کے لئے احباب جماعت کو ترغیب دیتے رہتے تھے۔

حضرت موصوف کے ان نیک کاموں کو جاری رکھنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور منظوری سے "قمر الانبیاء فنڈ" کے نام سے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ایک مد کھولی گئی ہے۔ جس میں اس سلسلہ میں موصول شدہ جملہ رقوم جمع ہوں گی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظور فرمودہ کمیٹی کے ذریعہ خرچ ہوں گی۔

میں اس اعلان کے ذریعہ جملہ احباب سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ان نیک کاموں کو جاری رکھنے کے لئے جو حضرت قمر الانبیاء کو محبوب تھے افسر صاحب خزانہ کے نام رقم بھجوا کر ممنون فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نیک کام میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین

رمضان المبارک کے ضروری مسائل

(از مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب ناظم دارالافتاء۔)

روزہ کے احکام

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صوموا لرؤیتہ وافطروا
لرؤیتہ فان غُمّ
علیکم فاکملوا عدۃ شعبان
ثلاثین۔

یعنی چاند دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرو اور شوال کا چاند نظر آنے پر روزے ختم کرو اگر بادل کی وجہ سے معاملہ مشتبہ رہے اور چاند نظر نہ آسکے تو شعبان کے ۳۰ دن شمار کرو اسی طرح اگر شوال کے چاند میں یہ دقت پیش آئے تو رمضان کے تیس روزے پورے کرو اگر ایک گاؤں کے لوگ چاند دیکھ لیں تو دوسرے گاؤں والے جنھوں نے چاند نہیں دیکھا چاند دیکھنے والوں کے مطابق عمل کریں اور اگر مطلع ابر آلود ہو اور حالت مشتبہ ہو اور ایک شخص اگر گواہی دے کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو اس کی گواہی کو تسلیم کر لیا جائے اور اگر انہی حالات میں عید کے چاند کے متعلق دو آدمی گواہی دیں کہ انھوں نے عید کا چاند دیکھا ہے تو ان کی گواہی تسلیم کی جائے گی لیکن اس کے لئے صرف ایک آدمی کی گواہی کافی نہیں ہوگی اور اگر مطلع صاف تھا تو پھر ایک یا دو آدمیوں کی شہادت کافی نہ ہوگی

روزہ کیا ہے؟

طلوع فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک نہ کھانا پینا اور نہ ہی اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا بشرطیکہ اس میں نیت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو روزہ کہلاتا ہے علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ ہر قسم کی باتوں سے گپ بازی سے اور فضول اور لغو کاموں سے انسان باز رہے سارا دن ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں بسر کرے یعنی خواہ وہ کوئی دنیوی کام ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی یاد اس کے دل سے محو نہ ہو حقیقی روزہ اسی کا نام ہے صرف بھوکا پیاسا رہنا اور اپنی بد عادات کو ترک نہ کرنا روزہ کے مقصد کو پورا نہیں کرتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ یعنی جو شخص جھوٹ اور اس پر عمل کو ترک نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کا کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں رمضان کے دنوں میں صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کرنی چاہیئے انسان کا ہاتھ کھلا رہے اور دوست احباب کی خاطر و مدارت میں بھی سبقت دکھائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رمضان کی ہر رات میں آپؐ پر جبریل نازل ہوتے اور ان دنوں میں آپ یوں سخاوت کرتے جیسے تیز ہوا چلتی ہے۔

روزہ رکھنے کی حالت میں بھول کر کچھ کھا لینا

اگر یاد نہ رہے اور بھول کر انسان کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ علیٰ حالہٖ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزے میں واقع نہیں ہوگا بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ اگر کوئی بھول کر کھانے پینے لگ جائے تو پاس کے لوگوں کو اسے یاد نہیں دلانا چاہیئے اللہ تعالیٰ اسے کھلا رہا ہے پھر انھیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اس میں روک ثابت ہوں حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا اکل الصائم ناسیا اوشرب
ناسیا فانما ھو رزق ساقہ
اللہ الیہ ولا قضاء علیہ
ولا کفارۃ۔

کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اسے پریشان نہیں ہونا چاہیئے یہ تو رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا نہ اس پر قضا ہے نہ کفارہ ہے البتہ اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا لیکن کلی کی غرض سے مونہہ میں پانی ڈالا اور پانی اندر چلا گیا تو ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا ضروری ہوگی لیکن نہ وہ گنہگار ہے اور نہ اس پر کفارہ ہے

جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا

جو شخص جان بوجھ کر روزہ توڑے وہ سخت گنہگار ہے ایسے شخص پر بغرض توبہ کفارہ واجب ہوگا یعنی پے در پے ایسے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا یا ہر مسکین کو دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی توبہ کے سلسلے میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے اگر یہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے لیکن اس میں ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہیئے اس صورت میں استغفار ہی اس کے لئے کافی ہوگا حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور دہائی دینے لگا یا حضرت میں ہلاک ہو گیا حضور نے فرمایا کہ کس نے تجھے ہلاک کیا ہے اس نے عرض کی کہ حضور روزہ کی حالت میں میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا ہوں حضور نے فرمایا کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے اس نے عرض کی نہیں پھر حضور نے پوچھا ساٹھ روزے مسلسل رکھ سکتا ہے اس نے کہا حضور نہیں اگر ایسا ہو سکتا اور شہوانی جوش کو روک سکتا تو یہ غلطی ہی سرزد کیوں ہوتی۔ حضور نے فرمایا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو اس نے کہا غربت ایسا کرنے سے مانع ہے حضور نے فرمایا تو پھر بیٹھو اتنے میں کوئی شخص ایک ٹوکری کھجوروں کی لے آیا آپؐ نے فرمایا اٹھا لے اسے اور کھلا دے یہ مسکینوں کو۔ ٹوکری لے کر عرض کرنے لگا مجھ سے زیادہ اور کون غریب ہوگا مدینہ بھر میں سب سے زیادہ محتاج ہوں حضور اس کی اس عرض پر کھل کھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا جاؤ اپنے اہل و عیال کو ہی کھلا دو۔

وہ امور جن کے متعلق عوام سمجھتے ہیں کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:۔

پچھنے لگوانا۔ قے کرنا۔ دن کو سرمہ لگانا معمولی اپریشن کرانا۔ کوئی خوشبو سونگھنا۔ روزہ کی حالت میں ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ انہیں پسند نہیں سمجھا گیا اس لئے اس قسم کی باتیں مکروہ ہیں ان کے علاوہ کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا خوشبو لگانا۔ ڈاڑھی اور سر میں تیل لگانا۔ بار بار نہانا۔ آئینہ دیکھنا۔ مالش کرانا۔ پیار سے بوسہ لینا۔ ان میں سے کوئی فعل بھی منع نہیں۔ نہ ان سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو نہائے بغیر کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔

مرض اور سفر کی حالت میں روزہ

روزہ کا اجر عظیم ہے اور امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں اس لئے انسان کو دعا مانگنی چاہیئے کہ:۔

"الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخش دے گا لیکن اسکے باوجود اگر تقدیر الٰہی غالب آئے اور انسان بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جائے گی۔ کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا۔ اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے روزے رکھیں گے۔"

بہر حال بیمار ہونے یا سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لیس من البر الصیام فی السفر یعنی سفر کی حالت میں روزہ رکھنا نیکی نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے

"قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اس کی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے اللہ تعالےٰ کی اطاعت امر و نہی میں سچا ایمان ہے۔"

علاوہ ازیں حائضہ اور نفاس والی عورت بھی روزہ نہیں رکھ سکتی۔ ایسے ہی حاملہ اور دودھ پلانے والی بھی روزہ نہ رکھے لیکن بعد میں جب یہ عذر نہ رہیں یعنی بیمار تندرست ہو جائے مسافر اپنے گھر پہنچ جائے یا کسی جگہ پندرہ یا پندرہ سے زائد دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لے حائضہ حیض سے پاک ہو جائے۔ نفاس کے دن ختم ہو جائیں حاملہ کے بچہ پیدا ہو جائے یا دودھ پلانے والی دودھ پلانا بند کر دے۔ اس حالت میں ان لوگوں پر چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا واجب ہوگی۔ اور یہ روزے دوبارہ انہیں رکھنے ہوں گے۔

لیڈر (بقیہ صـ ۲)

کمائیاں اللہ تعالےٰ کی امانت ہیں اسی طرح ہماری ہر قابلیت بھی اللہ تعالےٰ کی امانت ہے ہمیں اس میں خیانت کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہمارے اغراض و مقاصد جن کے بجا لانے کے لئے ہم مکلف ہیں ہم سے اسی طرح صحت مند رہنے کا مطالبہ کرتے ہیں جس طرح وہ ہمارے مال کی قربانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ آزما کر دیکھ لیں کہ سادہ زندگی کے سوا صحت مند رہنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے جتنے زیادہ مصنوعی ساز و سامان آپ اپنے اوپر لادیں گے خواہ وہ جسمانی ہوں یا ذہنی اتنے ہی آپ صحت مند زندگی سے زیادہ دور ہٹتے جائیں گے۔

تحریک جدید کے مطالبات دراصل ایک تیر سے دو شکار کرنے کا طریق ہم کو سکھاتے ہیں اپنی بھلائی اور قوم کی بھلائی۔ اسکو ہی پنجابی میں "مچ نالے وچ" کہتے ہیں یعنی حج کا حج اور بیوپار کا بیوپار۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام نے بطور شریعت سادہ زندگی کی کوئی تعریف نہیں کی۔ اسلام نے بطور اصول یہ تو بتایا ہے کہ سادہ زندگی اختیار کرو مگر یہ تعریف نہیں کی کہ سادہ زندگی کس کو کہتے ہیں۔ پس یہ بحث تو کی جا سکتی ہے اور ہر وقت کی جا سکتی ہے کہ سادہ زندگی کی تعریف کیا ہے اور آیا فلاں احکام جو سادہ زندگی اختیار کرنے کے ضمن میں دئے گئے ہیں۔ وہ سادہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے یا بعض افراد یا بعض تو میں آپس میں مل کر فیصلہ کر لیں کہ فلاں بات بھی سادہ زندگی کے اصول میں شامل کر لینی چاہیئے لیکن اصولی طور پر اس بات پر بحث نہیں ہو سکتی کہ آیا سادہ زندگی اختیار کرنی چاہیئے یا نہیں۔ کیونکہ یہ خالص اسلام کا حکم ہے اور قرآن کریم کی بیسیوں آیات اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیسیوں احکام اس معاملہ میں موجود ہیں جو ہمارے لئے خضر راہ اور ہدایت نامہ ہیں اور پھر ہماری عقل بھی اسی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اگر ہم نے دنیا میں اس اسلامی تہذیب کو قائم کرنا ہے جو اس دنیا میں بھی اسی طرح بنی نوع انسان کے لئے بہشت کھینچ کر لاتی ہے جس طرح اگلے جہان میں بہشت ہے تو لازماً اس معاملہ میں آہستہ آہستہ ہمیں بعض اور قیود بھی بڑھانی پڑیں گی یہاں تک کہ اسلام کے منشاء کے مطابق سادہ زندگی کی روح دنیا میں قائم ہو جائے۔" (خطبہ جمعہ ۱۴ م فروری ۱۹۳۶ء)

قادیان میں جماعت احمدیہ کے پچھترویں جلسہ سالانہ کی

مختصر روئداد

مختلف دینی موضوعات پر بزرگانِ جماعت و علمائے سلسلہ کی اہم تقاریر

(قسط نمبر ۲)

تیسرا دن مورخہ ۲۰؍۱۲؍۶۶ بروز جمعہ

پہلا اجلاس: یہ اجلاس مکرم و محترم جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم ملک بشیر احمد ناصر نے تلاوتِ قرآن مجید کی اور مکرم غلام احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ پھر تقریر کا آغاز ہوا۔

پہلی تقریر: اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ مدراس کی تھی۔ تقریر کا عنوان تھا "دنیا کے جھگڑوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم" آپ نے کہا کہ اسلام اپنے نام ہی سے امن صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ جو انتہائی رواداری کی تعلیم دیتا ہے اور ساتھ ہی آزادی ضمیر کی بھی۔ آج

HUMAN RIGHTS CHARTER

کے ذریعہ نسل انسانی کو مساوات۔ آزادئ مذہب اور آزادئ ضمیر دی گئی ہے۔ لیکن اسلام نے آج سے قریباً چودہ سو سال پہلے یہ تعلیم پیش کر دی ہے۔ فاضل مقرر نے قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی روشنی میں جملہ پیشوایان مذاہب کی عزت و تکریم کرنے کی تعلیم کو پیش کیا۔ اور آخر میں کہا کہ آج دیگر مسلمان ملکی حالات کے مطابق اس نظریہ کو اپنانے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ لیکن ایک احمدی اپنا سر فخر سے اونچا کر لیتا ہے کہ وہ ستر سال سے اس تعلیم پر عمل پیرا ہے۔

دوسری تقریر: دوسری تقریر محترم صاحبزادہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی "اسلام اور خدمتِ خلق" کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ قادیان کی اسی سرزمین سے دنیا کا سب سے بڑا خادم خلق پیدا ہوا جس نے اسلامی تعلیم کے مطابق خدمتِ خلق کے زریں اصول اور گُر دنیا کے سامنے پیش کئے۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربیٰ سے خدمتِ خلق کے تین اصول بیان کئے۔ کہ اس کا پہلا سٹیج عدل ہے۔ جب عدل کے مطابق خدمتِ خلق کی جائے تو اس سے آگے احسان کا درجہ آتا ہے کہ کچھ اپنی طرف سے زیادہ بھی دیا جائے اور اس سے بھی آگے بڑا درجہ ایسا ہے کہ انسان دوسروں سے نیکی اور حسنِ سلوک اس رنگ میں کرے جیسے ایک ماں اپنے بچہ سے سلوک کرتی ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے اپنی تینوں اصولوں کی مزید توضیح قرآن مجید کی دیگر آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے کی۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم مبارک احمد صاحب ظفر سکنہ متی پورہ (کشمیر) نے اپنی بنائی ہوئی ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ جس میں پہلی مرتبہ قادیان آنے پر شکر و امتنان کے جذبات کا اظہار کیا گیا تھا۔

تیسری تقریر: تیسری تقریر "ضرورتِ مذہب" کے موضوع پر مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے ربوہ نے کی۔ آپ نے کہا کہ آجکل خصوصاً بین الاقوامی تعلقات کو خوشگوار بنانا از حد ضروری ہے اور یہ چیز مذہب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور کہا کہ خدا پر ایمان لائے بغیر اخلاق قائم نہیں ہو سکتے۔ اور بغیر اخلاق کے قیام کے امن قائم نہیں رہ سکتا۔ مذہب ہر قسم کی ظاہری و باطنی خرابیوں کو دور کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اور یہ ہر قسم کے انسان میں امید پیدا کرتا ہے۔ آپ نے کہا کہ اطمینانِ قلب مذہب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی افراط و تفریط سے پاک معاشرہ مذہب کے بغیر قائم ہو سکتا ہے۔

چوتھی تقریر: "اسلام کے دائمی اور کامل مذہب ہونے کے دلائل" کے موضوع پر محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے ایک مدلل اور ٹھوس تقریر فرمائی۔ آپ نے کہا کہ وہی مذہب کامل اور دائم ہو گا جو اللہ تعالیٰ کا کامل تصور پیش کرے۔ قائم کامل اور دائم شریعت پیش کرے۔ اور کامل نبی کا کامل اسوہ پیش کرے۔ آپ نے ان تینوں اصولوں کے مطابق اسلام کا موازنہ دیگر مذاہب سے کرتے ہوئے بتلایا کہ صرف مذہب اسلام ہی ہے۔ جو ان تینوں خصوصیات کا حامل ہے اور کامل و دائم مذہب ہے۔

شکریہ احباب: آخر میں محترم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے قادیان کے مقامی احباب خصوصاً جناب سردار ستنام سنگھ صاحب اور افسران پولیس کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون کیا نیز ان احباب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت ملنے پر اپنی مجبوریوں کا اظہار کرتے ہوئے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی دو بجے دن ختم ہوئی۔

دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے اس آخری اجلاس کی کارروائی حسبِ سابق ۶ بجے شب مسجد اقصیٰ میں شروع ہوئی صدرِ مجلس مکرم و محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ قادیان تھے تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ عبد الرحمٰن صاحب نے کی اور مکرم یونس احمد صاحب اسلم نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ بعدہ بقیہ کارروائی عمل میں لائی گئی۔

ذکرِ حبیب علیہ السلام: اس موضوع پر محترم حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے بعض چیدہ چیدہ واقعات بیان فرمائے آپ نے حضرت اقدس علیہ السلام سے ملاقات کا واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی اور ڈاکٹروں نے بھی کہہ دیا تھا کہ اولاد نہ ہو گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے ہاں اتنی اولاد ہو گی کہ تم سنبھال نہ سکو گے۔ اور اب خدا کے فضل سے میرے چودہ بچے ہیں۔ اسی طرح آپ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کو ظاہر طور پر فوراً پورا کرنے کی بھی کوشش کرتے چنانچہ جب آپ کو وسع مکانک کا الہام ہوا تو آپ نے اپنے مکان کے آگے ایک چھپر ڈلوا لیا کیونکہ بیان کیا کہ حضور علیہ السلام کے اندر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے انتہا عشق تھا اور آپ آنحضرتؐ کے نمونہ کے مطابق اکثر سفر پیدل چلتے اور اپنے ساتھ والے کو سواری پر بٹھاتے۔ اسی قسم کے ایمان افروز واقعات سنا کر آپ نے اپنی تقریر ختم کی۔

دوسری تقریر: "اسلام اور اہل مغرب کے اعتراضات اور ان کے جوابات" کے عنوان پر محترم مولانا الحاج محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ نے تقریر کی۔ آپ نے مسئلہ جہاد پر کئے جانے والے اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت اسمٰعیل صاحب شہید علیہما الرحمۃ نے بھی اس بارے میں اپنی خیالات کا اظہار کیا ہے جو جماعت احمدیہ تسلیم کرتی ہے۔ آپ نے اس مسئلہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ جماعت احمدیہ کا یہ قومی کیریکٹر ہے کہ وہ کسی بھی حکومت کی جو قائم ہو چکی ہو وفادار رہتی ہے اور یہ ایک اسلامی طریقہ ہے اس کے بعد آپ نے اس اعتراض کا رد کیا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت فاطمہ رضی کی ران مبارک پر سر رکھا۔ آپ نے کہا اول تو یہ کشف ہے دوسرے یہ کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ مادر مہربان کی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ران پر میرا سر رکھا تو کیا ایک ماں کی ران پر سر رکھنا ماں کی ہتک ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر کشوف پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات نہایت دلنشیں اور دلچسپ پیرایہ میں دئے۔

الوداعی خطاب: محترم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے الوداعی خطاب میں ہندوستان کے احباب جماعت کو بعض امور کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مرکز کی اہم ضروریات کے پیش نظر نوجوان آگے بڑھیں اور اپنی زندگیاں خدمت سلسلہ کے لئے وقف کریں آپ نے مبلغین کی کمی کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہر جماعت کے دوست یہ عہد کریں کہ ان میں سے ہر ایک قرآن مجید کا ترجمہ سیکھے گا اور مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتا رہے گا۔ اور اس کے ساتھ تبلیغ کے لئے کچھ دن ایام وقف کریں تا یہ کمی پوری ہو سکے۔ آپ نے مرکزی ضروریات پیش کرتے ہوئے چندہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ادائیگی میں سستی کرنے والوں کو اپنے ایمانوں کی فکر کرنی چاہیئے اسی طرح آپ نے بہشتی مقبرہ کا مقام بیان کرتے ہوئے وصیت کی تحریک کی اور آخر میں جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ نیک نیت دوست دکھ کر تشریف لائے ہوں تو مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث ہوں گے اور خدا تعالیٰ ان کے اس اخلاص کو ضرور قبول کرے گا اور اس کے بدلہ میں انہیں اتنے انعام سے نوازے گا کہ وہ سنبھال بھی نہ سکیں گے۔

اعلانات دعا: اس کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل نے اس موقعہ پر آئی ہوئی تاروں اور خطوط کے مطابق دعاؤں کے اعلانات پڑھ کر سنائے۔ پھر صدر مجلس نے بھی بعض احباب کی درخواستہائے دعا کا اعلان کرتے ہوئے جملہ منتظمین و حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

آخر میں صاحب صدر نے ایک لمبی اور پرسوز دعا کرائی اور رات کے سوا گیارہ بجے جلسہ سالانہ کا یہ آخری اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(اخبار بدر قادیان دار الامان)

موئے مبارک اور بھارتی اخبارات

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی

دُنیا کے ہر مذہب اور ملت کے لوگ اپنے قابلِ احترام بزرگوں اور ہادیوں کی یادگاروں اور ان کی طرف منسوب ہونے والی اشیاء کی عظمت اور تقدس کے قائل ہیں اور ان کی حفاظت اپنے مذہب اور اپنی عقیدت کا ایک اہم اور ضروری حصہ تصور کرتے ہیں۔ دُنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنے پیارے رسول اور ہادیٔ برحق صلے اللہ علیہ وسلم کی یادگاروں اور حضور کے تبرکات سے جو عقیدت اور محبت ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ہر مسلمان اپنے مقدس رسولؐ کے ناموس کی خاطر اپنا تن۔ من۔ اور دھن قربان کر دینا اپنی بہت بڑی خوش قسمتی سمجھتا ہے۔ بارہا یہ بات لوگوں کے تجربہ میں آچکی ہے کہ دُنیا کے کسی گوشے میں بھی حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کوئی مذموم حرکت ہو تو ہر گلی اور گھر کے عربی اور عجمی۔ چھوٹے اور بڑے غریب اور امیر مسلمان کا دل تڑپ اٹھتا ہے اور وہ بے قرار ہو جاتا ہے۔ حال ہی میں مسلمانوں کی اس بے قراری کے نظارے سری نگر کشمیر کی مسجد حضرت بل سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تبرک موئے مبارک کے چوری ہو جانے کے سلسلہ میں ہندوستان اور پاکستان میں دیکھے گئے ہیں۔ کہ کس طرح مختلف شہروں قصبوں اور دیہاتوں کے لکھوکھا مسلمانوں نے جلسوں اور جلوسوں کے ذریعہ موئے مبارک کی چوری کی مذموم حرکت کے خلاف زبردست احتجاج کیا ہے۔ حتی کہ مسلمانوں کی اپنے پیارے رسول کے مقدس تبرک سے یہ محبت اور عقیدت غیر مسلموں کو بھی متاثر کئے بغیر نہ رہ سکی۔ چنانچہ بھارتی اخبارات میں اس سلسلہ میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ سری نگر میں اس مذموم حرکت کے خلاف جو جلوس نکالے گئے اور جلسے کئے گئے ان میں وہاں کے مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ بھی بکثرت شامل ہوئے اور انہوں نے بھی اس مذموم حرکت کے خلاف پروٹسٹ کیا۔ (ملاحظہ ہو اکالی پتر کا جالندھر ۵ جنوری ۱۹۶۴ء و اجیت جالندھر ۵ جنوری ۱۹۶۴ء)

یہاں تک کہ پرجا پریشد کے لیڈروں نے بھی اس سلسلہ میں مسلمانوں کی حمایت میں بیان دئے۔ چنانچہ ایک بھارتی اخبار کا بیان ہے کہ:-

"جموں کشمیر کے پرجا پریشد نے جو کہ بھارتیہ جن سنگھ کی شاخ ہی ہے بھی آخر میں تسلیم کر لیا ہے کہ مسلمان سمجھدار اور دیش بھگت ہیں۔ پریشد کے جنرل سیکرٹری ..... نے حضرت بل کی مسجد میں موئے مبارک کی چوری کے بعد مسلمانوں کے طرزِ عمل کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ...... مسلمانوں نے دیش بھگتی کا ثبوت دیا ہے"

(ترجمہ از اجیت جالندھر ۶ جنوری ۶۴ء)

اس سلسلہ میں بھارتی پریس نے بھی مسلمانوں کے حق میں اداریے لکھے ہیں اور یہاں تک لکھا ہے کہ:-

"ہم کشمیر کے مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ بھارت کے تمام لوگ ان کے موجودہ دکھ میں شامل ہیں۔ یہی نہیں بلکہ کشمیر اور ہندوستان کی حکومتیں بھی اس مذموم حرکت کے مجرموں کو عبرتناک سزائیں دینے میں دریغ نہیں کریں گی"

(ترجمہ از اکالی پتر کا جالندھر ۳۰ دسمبر ۶۳ء)

بلکہ حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ:-

"یہ ضروری ہے کہ موئے مبارک کی چوری کے واقعہ کی پوری پڑتال کی جائے۔ اور مجرم کا پتہ لگا کر اسے عبرتناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی بھی شخص کو اس قسم کی خطرناک شرارت کرنے کا حوصلہ نہ ہو"

(ترجمہ از رنجیت پٹیالہ ۷ جنوری ۱۹۶۴ء)

ایک اور اخبار نے اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ:-

"ہم امید کرتے ہیں کہ موئے مبارک کی چوری کرنے والوں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں گی۔ یہ ایک ایسا جرم ہے جس کے نتائج بہت خطرناک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جرم کے مطابق ہی اس کی سزا بھی دی جانی ضروری ہے"

(ترجمہ از اکالی پتر کا جالندھر ۷ جنوری ۶۴ء)

ہندوستان کی یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ وہاں ایک بہت بڑا عنصر ایسا موجود ہے۔ جو دوسروں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے میں ایک لذت محسوس کرتا ہے اور دوسروں کے مذہبی مقامات وغیرہ کی توہین کرنا سیکولر نظام حکومت کا ایک ضروری حصہ تصور کرتا ہے اور اگر کوئی مظلوم اقلیت اس کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کرتی ہے تو اس کی آواز کو "فرقہ وارانہ منافرت" کا نام دے کر اسے دبا دینے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔

ایسے عنصر کی مذموم حرکات کے پیشِ نظر ایک بھارتی اخبار نے بیان کیا ہے کہ:-

"جب بھی کوئی شرارتی کسی پیغمبر یا اوتار کی شان میں کوئی گستاخانہ کارروائی کرنے کی کوشش کرتا ہے تو تمام قوم کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور لوگوں میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل جب کسی شرارتی نے سری دربار صاحب امرتسر کے مقدس تالاب میں سگریٹ پھینکنے کی مذموم حرکت کی تھی تو تمام سکھ قوم کے جذبات کو ٹھیس لگی تھی اور ہر ایک سکھ کا دل مجرم کو سخت سے سخت سزا دلانے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ اسی طرح اب جب کہ کسی شرارتی نے حضرت بل کے استھان سے حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موئے مبارک چوری کرنے کی کمینہ حرکت کی ہے۔ تو ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات کو کتنی ٹھیس لگی ہو گی اور ان کے دل کتنے زخمی ہوئے ہوں گے"

(ترجمہ از رنجیت پٹیالہ ۷ جنوری ۱۹۶۴ء)

یہ بات اور بھی قابلِ افسوس ہے کہ بھارت کا یہ شرارتی عنصر جب کبھی اس قسم کی مذموم حرکت کا مرتکب ہوتا ہے تو اصل مجرم کو بچانے کے لئے اس کا الزام بھی الٹا اسی قوم پر دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ایک خالص مذہبی سوال کو سیاسی رنگ دے دیتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بھارت کے ایک مقام پر سکھوں کے ایک گوردوارے کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ مقدمہ ہائی کورٹ تک گیا۔ ہائی کورٹ کے فاضل ہندو جج نے مجرموں کو بری کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ہندو سکھ مذہب کا احترام کرتے ہیں کوئی ہندو سکھوں کے گوردوارے کو جلانے کی حرکت نہیں کر سکتا۔ اس پر دہلی کے ایک سکھ اخبار تیر پنجاب نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ گویا گوردوارے کو آگ لگانے والے خود سکھ ہی تھے۔ دربار صاحب امرتسر کے تالاب میں سگریٹ پھینکنے کی مذموم حرکت بھی سکھوں کے سر تھوپنے کی کوشش کی گئی تھی۔ افسوس ہے کہ اس عنصر نے موئے مبارک کی چوری کے معاملہ میں بھی یہی کردار ادا کیا۔ کسی نے شور مچایا کہ مسلمانوں نے خود ہی یہ چوری کی ہے نیز بھارت کے بعض اخباروں نے تو یہ جھوٹے میں یہ خبر شائع کی کہ ایک مسلمان لڑکی نے موئے مبارک کی چوری کی ہے اور وہ وادی کے راستہ اپنے بھائی کے ساتھ پاکستان چلی گئی ہے۔ کسی نے اس کا الزام پاکستان پر دے دیا۔ گویا کہ اصل مجرم تو معصوم کے پتلے ہیں۔ اور باقی سب کچھ مسلمانوں نے ہی کیا ہے۔

اب جبکہ بھارت کی حکومت نے موئے مبارک کی بازیابی کا اعلان کر دیا ہے تو خود بھارت کے شرارتی عنصر کے جھوٹے اور بے بنیاد پراپیگنڈے کی وجہ سے یہ پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے کہ موئے مبارک اصل ہے یا مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کیونکہ جب بقول بھارتی پریس کے یہ موئے مبارک مسلمانوں نے خود ہی چوری کیا تھا۔ اور اسے پاکستان بھجوا دیا تھا۔ تو اب یہ کہاں سے برآمد ہو گیا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی تبرک تمام عالم اسلامی کا ایک مذہبی سرمایہ ہے اس میں کسی خاص ملک۔ قوم یا خطہ کا کوئی سوال نہیں۔ اگر بھارت کا یہ دعوے درست ہے کہ برآمد شدہ موئے مبارک اصل چیز ہے تو اسے اس بارہ میں تمام دنیا کے مسلمانوں کی پوری پوری تسلی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے اور مسلمانوں کے مطالبہ کے مطابق ایک ایسی کمیٹی کے سپرد یہ معاملہ کر دینا چاہیئے۔ جس پر مسلمانوں کو اعتماد ہو۔ کیونکہ یہ ایک خالص مذہبی معاملہ ہے۔ اسے سیاسی رنگ دینا درست نہ ہو گا

موئے مبارک کی تاریخ

موئے مبارک کی تاریخ سے متعلق بھارتی اخباروں میں "تاریخ کشمیر" کے حوالہ سے جو کچھ شائع ہوا ہے۔ ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ اس کا اختصار بھی یہاں درج کر دیا تاکہ احباب کو اس بارہ میں واقفیت حاصل

ہوسکے۔ اس کی صحت یا عدم صحت کے بارہ میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے

جھیل ڈل کے مغربی کنارے پر حضرت بل مسجد کو خاص مذہبی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہاں پر رسول خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے یہ مسجد شروع میں شاہجہان نے بنوائی تھی۔ دور مغل اور کشمیر کی عمارت گری کا عجیب نمونہ پیش کر رہی ہے مسجد کی دیواریں اور ڈیوڑھی اینٹوں سے بنی ہے اور اس کی چوکی تراشے ہوئے پتھروں کی ہے اس کی چھت کشمیر کی اسلامی فن تعمیر کے روایتی ڈھنگ کی ہے۔

موئے مبارک کشمیر میں کیونکر آیا یہ ایک مشہور روایت ہے کہ یہ کافی عرصہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں کے پاس رہا بعد میں یہ مدینہ کے متولی سید عبداللہ کے پاس پہنچا ۱۶۳۴ء عیسوی میں یہ سید اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہندوستان آگیا اور بیجاپور میں آباد ہوگیا دو سال کے بعد اسے وہاں کے حاکم کی طرف سے ایک جاگیر مل گئی اور وہ وہاں ۲۲ سال رہا اس کی وفات کے بعد یہ یادگار سید عبداللہ کے بیٹے سید حمید کو مل گئی جو ۱۶۹۲ء تک بیجاپور میں مقیم رہا۔ جب کہ اورنگ زیب نے بیجاپور قبضہ کر لیا تو وہ اپنی جاگیر اپنے پاس نہ رکھ سکے تھے جہاں آباد چلا گیا۔

ان دنوں ایک کشمیری سوداگر خواجہ نورالدین عشوری جہان آباد میں اپنا اچھا کاروبار کرتا تھا اور سید حمید نے اس سے مدد چاہی خواجہ نے جھٹ ہی اسے روپے پیسے دے دیئے اور اس کے عوض میں اسے مقدس تبرک دے دینے کے لئے کہا لیکن وہ نہ مانا اسی رات سید حمید کو خواب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور نے فرمایا کہ وہ یہ موئے مبارک خواجہ نورالدین کو دے دے۔

خواجہ نورالدین عشوری یہ موئے مبارک لے کر کشمیر روانہ ہوگیا لیکن لاہور میں اسے اورنگ زیب نے روک دیا جس نے یہ موئے مبارک اجمیر میں رکھنا چاہا۔ خواجہ کو یہ تبرک چھن جانے کا بہت افسوس ہوا اور لاہور میں ہی اس کی موت واقع ہوگئی اس نے اپنے آخری وقت میں اپنے ایک دوست خواجہ سید دانش سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر وہ اس تبرک کو واپس لینے میں کامیاب ہوگیا تو اسے کشمیر لے جائے اور کسی مقدس مقام میں حفاظت سے رکھ دے اورنگ زیب کو بھی خواب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یہ تبرک خواجہ سید دانش کے حوالے کر دے اس کے بعد خواجہ سید دانش

اسے کشمیر لے گئے اور بقول خواجہ اعظم کے جس نے یہ سب ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا

لوگوں میں بہت جوش تھا
اور وہ اس مقدس تبرک کی
زیارت کرنے کے لئے تھا شیں
مارتے دریا کی طرح وہاں
پہنچے گئے۔

کچھ عرصہ یہ تبرک خانقاہ نقش بند میں رہنے کے بعد یہ آخر حضرت بل میں شاہجہان کی طرف سے بنوائی مسجد میں رکھا گیا خواجہ نورالدین کو اسی زیارت کے قریب دفن کیا گیا تھا۔

درخواست ہائے دعا

مکرم چوہدری سردار خان صاحب صدر جماعت احمدیہ کٹھو دالی ۳۲۲ ج ب عرصہ دو ماہ سے سخت علیل ہیں اور ابھی تک بحالی صحت کی کوئی صورت نہیں بہت کمزور ہوگئے ہیں غذا ابھی نہیں کھا سکتے صرف گلوکوز استعمال کر رہے ہیں آپ مقامی جماعت کی روح رواں اور بزرگ ہستی ہیں احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرما دے

۲ - برادرم حمید احمد صاحب ولد چوہدری غلام نادر صاحب باجوہ بھی بہت بیمار ہیں اور کافی لاغر ہوگئے ہیں احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس نوجوان کو پھر سے طاقت اور صحت عطا کرے آمین۔

نیز جماعت احمدیہ کٹھو دالی کی ترقی اور باہمی ربط و اتفاق کے لئے بھی احباب سے پرزور درخواست دعا ہے۔ خاکسار احمد حسین باجوہ
(سردار منزل دار الرحمت وسطی ربوہ)

۳ - عاجزہ کی والدہ ڈاکٹر حسن محمد شاہ صاحب چھ سات یوم سے بیمار ہیں بزرگان جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست عرض کرتی ہوں

طاہرہ نصرت بنت ڈاکٹر حسن محمد شاہ صاحب سیکنڈری مال چک ۱۰۲/ R.B چوہدری والہ براستہ کھڑیانوالہ ضلع لائلپور

دعائے مغفرت

۱۔ مکرم غلام نبی صاحب ابن مکرم چوہدری حاجی برکت علی صاحب گمسیٹ پور ۶۹ R.B لائلپور مورخہ ۴ جنوری ۱۹۶۴ء بوقت ساڑھے پانچ بجے شام عرصہ تین ماہ بیمار رہ کر اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف رخصت ہوگئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ۲ لڑکے یادگار چھوڑے ہیں مرحوم والدین کے سب سے بڑے لڑکے تھے جو عین عالم شباب میں چل بسے بزرگان سلسلہ و احباب جماعت مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں نیز ان کے لواحقین کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس عظیم صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ (محمد یوسف ناصر واقف زندگی انسپکٹر خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

۲ - میری دادی جان رحیماں بی بی صاحبہ بیوہ رسول بخش صاحب مرحوم ساکن ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء کو ساڑھے گیارہ بجے دن ۷۳ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں اناللہ وانا الیہ راجعون مرحومہ موصیہ تھیں اس لئے نعش اسی رات ربوہ لائی گئی اور نماز جنازہ ۱۷ دسمبر کو ساڑھے دس بجے مولوی محمد حسین صاحب نے پڑھائی۔ بعد ازاں مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ آپ کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔
(عبدالستار دہلوی دفتر وصیت ربوہ)

۳ - مکرم چوہدری اللہ دین صاحب آف اورحمان ضلع سرگودھا قریباً ۲ ماہ صاحب فراش رہنے کے بعد مورخہ ۳ جنوری ۱۹۶۴ء اپنے گاؤں میں وفات پاگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ جیسے فرشتہ سیرت انسان کے ذریعہ احمدیت کے نور سے منور ہوئے آپ اپنی مقامی جماعت کے ممتاز اور مخلص فرد تھے جماعتی امور اور احباب جماعت کی بہت سی خدمات محض للہ سر انجام دیتے رہتے تھے۔ آپ کو کو عدالت محکمہ مال میں کافی عبور حاصل تھا احباب جماعت اور دیگر تمام لوگ آپ سے استفادہ کرتے لوگوں میں کسی قسم کی کوئی غلطی کا امکان ان کی موجودگی میں نہ ہوتا۔ جہاں کہیں دو احمدی بھائیوں میں کوئی غلط فہمی یا کشیدگی پاتے تو آپ کا وجود اس ناچاقی کو برداشت نہ کر سکتا اور فی الفور دو بھائیوں میں صلح کرانے میں کامیاب ہو جاتے۔

اپنی بیماری میں اپنے اکلوتے لڑکے چوہدری اللہ بخش صاحب متعلم جامعہ احمدیہ کو گاؤں میں بلا لیا ایام جلسہ سالانہ نزدیک تھے باوجود اپنی تکلیف اور شدت مرض الموت کے اپنے لڑکے اور دیگر افراد خانہ کو شمولیت جلسہ سالانہ کی نہ صرف اجازت ہی دی بلکہ اصرار سے بھجوا کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ محبت و اخلاص کا آخری ثبوت دے دیا

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود ان کا حامی و ناصر ہو نیز مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں مقام قرب سے نوازے آمین ثم آمین۔
(ضیاء الدین ارشد صدر محلہ دار البرکات ربوہ)

۴ - خاکسار کے بڑے بھائی مکرم ملک عبدالکریم صاحب عابد B.E.A اسسٹنٹ ایکسین انجینئر واپڈا مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے آناً فاناً وفات پاگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اور ۲۴ دسمبر ۱۹۶۳ء کو آپ کی نعش کو ربوہ لے جا کر دفن کیا گیا مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے مہمان نواز ملنسار اور خلیق تھے احمدیت کے سچے عاشق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مرحوم کو خاص انس تھا اور خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بہت محبت اور عقیدت رکھتے تھے احباب دعا کریں کہ مولا کریم مرحوم کو اپنے فضل و کرم سے اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔ (خاکسار ملک عبدالعظیم احمدی ٹھیکیدار نوشہرہ ککے زئیاں ضلع گوجرانوالہ سیالکوٹ)

عازمین حج توجہ فرمائیں

امسال اللہ تعالےٰ کے فضل سے کئی احمدی دوستوں نے مطلع فرمایا تھا کہ انھوں نے حج کے لئے درخواست دی ہوئی ہے چنانچہ کامیاب عازمین کے اسمائے گرامی اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں یہ امر موجب مسرت ہے کہ لاہور کے مخلص دوست مکرم ملک عبدالحمید صاحب عارف اور ان کی بیگم صاحبہ کی درخواست منظور ہو چکی ہے اور وہ انشاء اللہ ۶ مارچ ۱۹۶۴ء کو کراچی سے بحری جہاز کے ذریعہ عازم حج ہو رہے ہیں دیگر دوستوں کو بھی چاہیئے کہ اپنی کامیابی اور پروگرام سے مطلع فرمائیں تا الفضل کے ذریعہ باہمی تعارف ہو جائے اور دعا کا اعلان کیا جا سکے قارئین کرام مکرم محترم ملک صاحب موصوف اور ان کی بیگم صاحبہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ یہ مقدس سفر ان کے لئے آسان کرے اور اس کی برکات سے مالا مال کر کے انھیں بخیریت و عافیت واپس لائے (خاکسار شبیر احمد وکیل المال اوّل)

دعوتِ ولیمہ

(بقیہ صفحہ اول)

پُر زور تحریک کی اور اپنی ایک دعائیہ نظم بھی جو آپ نے خاص اِس موقع کے لئے کہی تھی پڑھ کر سنائی۔ اِس مختصر خطاب اور دعائیہ نظم کے بعد آپ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔

جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کی شادی محترم مولوی عبد الباقی صاحب ایم۔ اے جنرل مینیجر دی سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری کی صاحبزادی اسماء طاہرہ صاحبہ سلمہا کے ساتھ ہوئی ہے۔ بارات جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد افراد پر مشتمل تھی حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی قیادت میں مورخہ ۶۔ جنوری ۱۹۶۴ء کو بذریعہ ٹرین ربوہ سے کنری روانہ ہوئی تھی جہاں مورخہ ۸۔ جنوری کو رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی اور بارات اسی روز کنری سے روانہ ہو کر ۹۔ جنوری کی شام کو چناب ایکسپریس سے ربوہ واپس پہنچی اور ۱۱۔ جنوری کو دعوت ولیمہ ہوئی۔

ادارہ الفضل اِس تقریب سعید کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دیگر افراد نیز محترم مولوی عبد الباقی صاحب اور آپ کے خاندان کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اِس رشتہ کو دونوں خاندانوں اور سلسلہ کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین اللھم آمین۔

تعلیم الاسلام کالج کے چھٹے آل پاکستان ٹورنامنٹ کا آخری دن

(بقیہ صفحہ اول)

کیا۔ ان کا ذاتی سکور ۱۸ ہے جبکہ اکبر چوہدری (۱) اکبر (۵) رشید (۳) اور ملک نے (۱۱) پوائنٹ حاصل کئے۔

کالج سیکشن میں امسال بفضلہ تعالیٰ۔ چیمپئن شپ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی ٹیم نے حاصل کی۔ انہوں نے ہیلی کالج کو ۴۱ کے مقابلے میں ۴۳ پوائنٹ سے فائنل میچ میں ہرایا۔ تعلیم الاسلام کالج کی طرف سے نصیر بندرا اور لطیف نے بہت اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا ان کا سکور بالترتیب ۱۶ اور ۱۴ ہے۔ اسکے علاوہ سعید (۷) مجید (۲) اور سراج نے (۴) پوائنٹ حاصل کئے۔ ہیلی کالج کے اسمٰعیل نے بہت اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ان کا سکور (۱۷) ہے جبکہ ہیلی کالج کے لئے نجم نے (۲) ذکاء نے (۶) خادم نے (۱۰) حنیف نے (۲) پوائنٹ حاصل کئے۔

سکول سیکشن میں فائنل میچ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ اور گورنمنٹ ہائی سکول وحدت کالونی لاہور کے درمیان ہوا جس میں وحدت کالونی ہائی سکول نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کو ۴۳ کے مقابلے میں ۳۵ پوائنٹ سے شکست دے کر چیمپئن شپ حاصل کی۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف سے اقبال نے نہایت شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ان کا سکور ۲۷ ہے جبکہ شریف نے (۲) اور محمد بشیر نے (۵) سکور کیا۔ وحدت کالونی ہائی سکول کی طرف سے رباض بہت اچھا کھیلے ان کا سکور ۲۴ ہے جبکہ اعجاز نے ۹ اور محمود نے ۲ پوائنٹ حاصل کئے۔

فائنل کے بعد ٹیموں کا مارچ پاسٹ ہوا۔ جس میں خواجہ غلام صادق صاحب چیئرمین سنٹرل باسکٹ بال ایسوسی ایشن نے ٹیموں کی سلامی لی۔ سلامی کے بعد مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب نے ٹورنامنٹ میں شامل ہونے والی ٹیموں اور ان سب احباب کا جنہوں نے اس ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی پوری کوشش کی شکریہ ادا کیا۔ بعد میں خواجہ غلام صادق صاحب نے جیتنے والی ٹیموں میں انعامات تقسیم کئے۔

محمد اسلم قریشی
(سیکرٹری ٹورنامنٹ کمیٹی)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کی بارات کا کنری میں وُرود

اور تقریب رخصتانہ کا انعقاد

کنری ——— یہ امر باعث مسرت ہے کہ مورخہ ۸۔ جنوری ۱۹۶۴ء جماعت احمدیہ کنری کو مکرم جناب صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب ابن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بارات جو حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب (امیر قافلہ) محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب محترم میاں عبد الرحیم احمد صاحب اور متعدد خواتین پر مشتمل تھی کا استقبال کرنے کی سعادت نصیب ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی اور حضور علیہ السلام کے خاندان کے متعدد صاحبزادگان اور بعض دیگر افراد کی تشریف آوری مقامی احباب کے لئے از حد خوشی اور مسرت کا باعث ہوئی۔

محترم جناب مولوی عبد الباقی صاحب ایم اے جنرل منیجر سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری کے افراد خاندان اور مقامی جماعت کے احباب بارات کے استقبال کے لئے پہلے سے بہت کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچے ہوئے تھے ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر گاڑی کے ذریعہ بارات کے کنری پہنچنے پر احباب نے مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب اور بارات کے دیگر ارکان کا نہایت پرتپاک طریق پر خیر مقدم کیا احباب نے دولہا میاں اور دیگر معزز مہمانوں کو پھولوں کے ہار پہنائے اور انہیں اھلاً وسھلاً و مرحبا کہا۔ اسٹیشن سے بارات جیپوں کے ذریعہ دلہن کے والد محترم جناب مولوی عبد الباقی صاحب ایم اے کے مکان واقعہ فیکٹری پہنچی جہاں لجنہ اماء اللہ مقامی کی ممبرات نے بارات کے ساتھ تشریف لانے والی معزز خواتین کو خوش آمدید کہا

اگلے روز مورخہ ۸۔ جنوری کو محترم مولوی عبد الباقی صاحب نے بارات کے اعزاز میں ایک چائے پارٹی کا اہتمام کیا جس میں ربوہ سے تشریف لائے ہوئے معزز مہمانوں کے علاوہ شہر کے رؤسا اور علم دوست احباب بڑی تعداد میں شریک ہوئے پارٹی کے بعد اسماء طاہرہ صاحبہ بنت محترم مولوی عبد الباقی صاحب جن کا نکاح مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سے ۲۶ دسمبر ۱۹۶۰ء کو ہوا تھا کی تقریب رخصتانہ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی صدارت میں شروع ہوئی محترم مولوی عبد الباقی صاحب محترم میاں عبد الرحیم احمد صاحب کے والد حضرت پیر منظور علی احمد صاحب مرحوم کے بھتیجے ہیں۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولوی رحمت اللہ خان صاحب مربی سلسلہ ضلع تھرپارکر نے کی۔ بعدہٗ عزیز میاں ظہیر الدین منصور احمد ابن محترم میاں عبد الرحیم احمد صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم "محمود کی آمین" میں سے چند دعائیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے اس کے بعد مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب نے اسی نظم کے بعض اور اشعار پڑھے آخر میں صاحبِ صدر حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب نے مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کے تعارف کے سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بہت محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلق اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر انگلستان کے بعض متعلقہ واقعات بھی بیان کئے۔ مزید برآں آپ نے اپنے بعض دعائیہ اشعار بھی جو آپ نے خاص اس تقریب کے لئے کہے تھے سنائے۔ جن سے جملہ حاضرین بہت محظوظ ہوئے اس کے بعد آپ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے ایک لمبی اور پرسوز اجتماعی دعا کرائی اس طرح رخصتانہ کی یہ بابرکت تقریب اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا پر اختتام پذیر ہوئی

ایک بجے بعد دوپہر بارات دلہن کے ہمراہ جیپوں کے ذریعہ اسٹیشن روانہ ہوئی احباب نے بارات کو دلی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ رخصت کیا دو بجے بعد دوپہر بارات کا یہ مبارک قافلہ بذریعہ ٹرین عازم ربوہ ہوا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس رشتہ کو دونوں خاندانوں اور جماعت کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے اور اسماء طاہرہ صاحبہ کو جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک خاندان میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے حضور علیہ السلام کی ان دعاؤں کا جو حضور نے اپنی اولاد اور خاندان کے لئے کی ہیں وارث بنائے اور ان دعاؤں کے طفیل اپنی برکتوں اور فضلوں سے نوازے اور دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو آمین۔

(نامہ نگار)

الفرقان کے وی پی آرہے ہیں

جن دوستوں کا چندہ ختم ہے ان کے نام جنوری ۱۹۶۴ء کا رسالہ وی پی کیا جارہا ہے براہ مہربانی سب دوست بلا استثناء وی۔ پی۔ وصول فرمالیں اگر کوئی حسابی غلط فہمی محسوس ہو تو بعد ازاں درستی ہو سکتی ہے وی پی واپس کر کے بلاوجہ نقصان نہ ہونا چاہیئے۔

(مینیجر الفرقان۔ ربوہ)

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی صحت کے متعلق اطلاع

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی طبیعت میں پہلے کی نسبت افاقہ ہے اور اسہال کی تکلیف بھی رفع ہو گئی ہے تاہم ابھی اختلاج کی تکلیف اور ضعف باقی ہے۔
احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ کامل شفاء عطا فرمائے۔ آمین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴